ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رح
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۲۶ جمادی الثانی ۱۳۸۵ھ
۲۲ اکتوبر ۱۹۶۵ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۰ لاہور
ہدیہ ۲۵ پیسے

مسلسل

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی

کون کس کو سلام کرے؟

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یُسَلِّمُ الصَّغِیْرُ عَلَی الْکَبِیْرِ وَالْمَارُّ عَلَی الْقَاعِدِ وَالْقَلِیْلُ عَلَی الْکَثِیْرِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ وَالرَّاکِبُ عَلَی الْمَاشِیْ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے چھوٹا بڑے کو سلام کرے اور گذرنے والا بیٹھنے والے کو اور کم لوگ بہت کو۔ بخاری ومسلم۔ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے۔ اور سوار پیدل کو۔

حل الفاظ

الصغیر: چھوٹا عمر میں یا مرتبہ میں پھر دنیا کے اعتبار سے یا دین کے اعتبار سے۔

الکبیر: بڑا تینوں اعتبارات سے لیکن اگر عمر میں بڑا، دنیا کے مرتبہ میں چھوٹا یا دین کے مرتبہ میں چھوٹا ہو یا عمر میں چھوٹا ہو اور دنیا کے اور دین کے مرتبہ میں بڑا ہو یا دنیا کے مرتبہ میں اور دین کے مرتبہ میں چھوٹا ہو تو افضل کا اعتبار ہوگا۔ عمر سے مرتبہ اور مرتبۂ دنیا سے مرتبۂ دین افضل ہے لہذا جو دین کے مرتبہ میں بڑا ہے گو عمر میں یا دنیا کے مرتبہ میں چھوٹا ہے وہ چھوٹا نہیں بڑا ہے اور جو دنیا کے مرتبہ میں بڑا مگر عمر میں چھوٹا ہے وہ بھی چھوٹا نہیں عمر والے سے بڑا ہے۔ اور جو عمر میں بڑا مگر دنیا یا دین کے مرتبہ میں چھوٹا ہے وہ چھوٹا ہی ہے بڑا نہیں ہے۔

المار۔ القاعد: گذرنے والا اور بیٹھا ہوا دونوں عام ہیں چاہے گذرنے والا سواری پر ہو یا پیدل، بڑا ہو یا چھوٹا کم ہوں یا زیادہ اور بیٹھا ہوا بھی بڑا یا چھوٹا کم ہوں یا زیادہ اور پھر چھوٹا بڑا بھی مذکورہ تینوں اعتبار سے۔ گو چھوٹا یا کم ہونے کی وجہ سے اس کو ابتدا کرنی تھی۔ مگر امام نووی نے گذرنے والے کو مقدم رکھا ہے کہ چھوٹا ہو یا بڑا، کم ہو یا زیادہ مگر دین کی عظمت مقدم ہوگی۔

القلیل۔ الکثیر: تعداد کے اعتبار سے کم زیادہ ہوں یا مرتبہ کے اعتبار سے کہ قلیل زیادہ مرتبہ والے ہوں تو معنوی، اعتبار سے وہ قلیل ہیں۔

الراکب الماشی: سوار و پیدل گو عام ہے مگر مرتبہ اور دین کی عظمت مقدم ہوگی۔

تشریح

بظاہر حدیث میں کے حکم سے وجوبی حکم معلوم ہوتا ہے لیکن یہاں بالاتفاق استحبابی حکم ہے کیونکہ بالاتفاق خود سلام کرنا ہی وجوبی نہیں بلکہ سنت ہے۔ تو یہ بات کہ پہل کون کرے مستحب ہے لیکن اگر یہ نہ کرے تو دوسرے کو کرنا چاہئے۔ اس کو سنت کا ثواب ہوگا اور اس کی محرومی۔

چھوٹوں کو پہل کرنا اس لئے مستحب ہے کہ چھوٹوں کو بڑوں کی تعظیم اور بڑوں کے ساتھ تواضع سے پیش آنے کا حکم ہے اور گذر جانے والا گھر والوں پہ آنے والے کے مشابہ ہے۔ جیسے آنے والا پہلے سلام کرتا ہے گذرنے والا کرے یا اس لئے کہ گذرنے والے کو کسی شر کا خطرہ ہوتا ہے۔ سلام سے اُنس پیدا ہوتا ہے، اطمینان ہوتا ہے یا اس لئے کہ کاروبار وغیرہ میں بیٹھنے والا زیادہ دخیل ہوتا ہے تو اس کو ایک قسم کی فضیلت حاصل ہے یا اس لئے کہ گذرنے والے نوبت بہ نوبت بہت ہوں گے۔ بیٹھے ہوئے کو ابتدار کرنا مشفقت کا سبب ہے۔ اور جماعت کو فضیلت حاصل ہے۔ جیسے ایک حدیث میں ہے ید اللہ علی الجماعۃ (جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے) اس لئے کم کو ابتدائے سلام کرنا چاہئے۔ دوسرے یہ کہ اگر بہت لوگ ایک کو یا کم کو سلام کریں گے تو اس ایک میں غرور و نخوت کا اندیشہ ہے اور سوار پیدل کو سلام اس لئے کرے کہ سواری سے غرور و نخوت نہ ہو جائے۔ ابن العربی کہتے ہیں کہ قاعدہ یہ ہے کہ جو احادیث سے مفہوم ہوتا ہے۔ کہ جس کو کچھ بھی فضیلت ہو دوسرا اس کو ابتداءً سلام کرے اور اگر دونوں سوار یا دونوں پیدل ہوں تو اوپر والی صورتوں میں سے جو دوسرے سے کم ہو وہ ابتدا کرے اور اگر دونوں تمام صورتوں میں برابر ہوں۔ تو ہر ایک کی ابتداء افضل ہے جو ابتداء کرے گا زیادہ ثواب پائے گا۔ ترمذی میں ہے کہ ان اولی الناس باللہ من بداء بالسلام۔ (اللہ تعالےٰ سے وہ زیادہ قریب ہوگا جو اول سلام کرے)۔ الاعزالمزنی کہتے ہیں۔ مجھ کو حضرت ابوبکر رض نے حکم دیا تھا کہ سلام کرنے میں تم سے پہل نہ کر سکے۔ طبرانی میں حدیث ہے کہ صحابہ نے دریافت کیا جب ہم آپس میں ملیں تو کون اوّل سلام کرے۔ فرمایا جو اللہ تعالےٰ کی زیادہ اطاعت رکھتا ہو، یعنی جو زیادہ مطیع بننا چاہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اللہ تعالےٰ کو کون سا عمل سب سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ نماز کو اس کے وقت پر پڑھنا۔ مَیں نے عرض کیا۔ کہ اس کے بعد پھر کون سا؟ آپؐ نے فرمایا۔ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنی۔ پھر مَیں نے عرض کیا۔ کہ اس کے بعد کونسا ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ اللہ رب العزت کے راستہ میں جہاد کرنا۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کون سا عمل افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ پر ایمان لانا۔ اور اس کے راستہ میں جہاد کرنا۔

(بخاری ومسلم)

سلامتی کونسل کی سہل انگاری

بھارتی غاصبوں کو مہلت دینے کے مترادف ہے

فائر بندی کو بائیس دن گذر چکے ہیں مگر سلامتی کونسل کے ارکان سوائے آپس میں مشورے کرنے کے ذرہ برابر آگے نہیں بڑھے۔ اقوام متحدہ کے ایوان میں مختلف نمائندگان اپنی اپنی تقریریں کر رہے ہیں اور بہت سے ملک جنہیں امن اور حق و انصاف عزیز ہیں صاف طور پر یہ مطالبہ دوہرا چکے ہیں کہ اقوام متحدہ اپنے فیصلوں اور قراردادوں کے مطابق ریاست جموں اور کشمیر میں عام رائے شماری کرائے۔ کئی دوسرے ممالک جن کو اپنی مصلحتیں عزیز ہیں اور وہ کھل کر بات کہنے کی جرأت اور حوصلہ نہیں رکھتے واضح الفاظ میں کہہ چکے ہیں کہ اگر بھارت اور پاکستان کے درمیان تنازعہ کے اصل باعث کو دور نہ کیا گیا تو نہ صرف ایشیا کا امن خطرے میں پڑ جائے گا بلکہ دنیا کا امن تہس نہس ہو جائے گا۔ چنانچہ اسی بنیاد پر انہوں نے سفارش کی ہے کہ بھارت اور پاکستان کے ان تنازعات طے کرنے کی مؤثر تدابیر کی جائیں۔ اقوام متحدہ کی ساری کارروائی سے یہ اندازہ ہوتا ہے۔ کہ دنیا میں کوئی ملک بھی ایسا نہیں جسے مسئلہ کشمیر کی خطرناک نوعیت کا اعتراف نہ ہو۔ لیکن سلامتی کونسل اپنی روائتی ٹال مٹول کی پالیسی پر گامزن ہے اس کی سربراہ قوتیں اپنی مخصوص مصلحتوں کے دام میں گھری ہوئی ہیں اور سیکرٹری جنرل سے صرف فائر بندی کی خلاف ورزیوں کی رپورٹیں وصول کرنے میں مشغول دکھائی دیتی ہیں — ظاہر ہے یہ طریقۂ کار دیانت اور انصاف کے خلاف ہے اور اس سے کسی وقت بھی ایشیا ہی کا نہیں بلکہ کا امن تہ و بالا ہو سکتا ہے — علاوہ ازیں سلامتی کونسل کا یہ طرزِ عمل خود اقوام متحدہ کے چارٹر اور اس کے وقار اور مفاد کے خلاف ہے۔ ہمارے وزیر خارجہ نے اسی لئے فرمایا تھا کہ پاکستان دراصل ایک ایسی جنگ لڑنے پر مجبور

دفاعی فنڈ

حضرت مولانا عبید اللہ انورؔ امیر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور نے آج مورخہ ۱۰/۱۰/۶۵ کو انجمن ہذا کی جانب سے مبلغ ۵۰۰۰ روپیہ کے عطیہ کا اعلان فرمایا۔ یہ رقم بوساطت نیشنل بنک دفاعی فنڈ میں جمع کرا دی گئی ہے۔ یہ پہلی قسط ہے آئندہ قسط بھی انشاء اللہ جلد روانہ کی جاویگی

ہو گیا ہے جو خود اقوام متحدہ کو لڑنی چاہیئے تھی۔ اور اگر سلامتی کونسل نے اس مسئلہ کو کرنے میں کوتاہی کی تو پاکستان کی اقوام متحدہ سے علیحدگی خود اس کے اصولوں ہی کی ترجمانی ہوگی ——

اس انتباہ کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ سلامتی کونسل اپنی روائتی سہل انگاری اور سست گامی پر قانع ہے اور ہندوستانی نمائندوں کے ان اعلانات کی موجودگی میں بھی کہ کشمیر بھارت کا اٹوٹ حصہ ہے اور وہاں رائے شماری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس نے ابھی کوئی واضح اقدام نہیں کیا — ہمارے خیال میں سلامتی کونسل کی اس سست گامی سے بھارتی حملہ آوروں اور غاصبوں کو بے جا مہلت مل رہی ہے اور وہ اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر اپنی پوزیشن مستحکم بنانے اور اپنے کھوئے ہوئے وقار کو حاصل کرنے کے لئے سرتوڑ کوشش کر رہے ہیں۔ بین الاقوامی سطح پر بھارت بڑی طاقتوں کو بلیک میل کرنے کے حربے آزما رہا ہے۔ اور مختلف ممالک میں اپنے نمائندے بھیج کر ان کو اپنے پروپیگنڈے سے رام کرنے کی کوشش میں مصروف ہے اور یہاں مختلف محاذوں پر فائر بندی کی خلاف ورزیاں کرکے حملہ کے لئے مناسب اور موزوں مورچوں پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ مزید برآں مقبوضہ کشمیر میں مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کرکے ان کو پاکستانی حدود میں دھکیل رہا ہے تاکہ اس سے ایک طرف، حکومت پاکستان کی مشکلات میں اضافہ ہو اور دوسری طرف مقبوضہ کشمیر میں مسلمانوں کی آبادی کم ہو جائے اور بھارت اپنی من مانی کر سکے — واضح ہے کہ پاکستان بھارتی استعمار کی یہ چالیں خاموش تماشائی بن کر نہیں دیکھ سکتا وہ کہاں تک صبر و تحمل سے کام لے — بہرحال اُسے بھارتی سامراج کی ان مکاریوں کا توڑ کرنا ہی ہوگا۔ اور اس کی تمام ذمہ داری بھارت سلامتی کونسل پر ہوگی۔

حکومت پاکستان واضح طور پر بتا چکی ہے کہ سلامتی کونسل کو بہت قت میسّر ہے اُسے اپنی ذمہ داریوں کو جلد از جلد پورا کرنا چاہیئے اور بھارتی سامراج کو اتنی مہلت نہ دینی چاہیئے کہ وہ اس برعظیم کے امن کو آگ دکھا سکے۔ اور اب اس مسئلہ کو ٹالنے کا انجام دیکھ لینے کے بعد بھی اگر سلامتی کونسل نے کوئی مؤثر قدم نہ اٹھایا تو یہ اس کا وہ جرم عظیم ہوگا جسے تاریخ کبھی معاف نہ کرے گی اور یہ ادارہ ہمیشہ کے لئے موت کی نیند سو جائے گا۔

جہاں تک ہمارے ایمان و ایقان کا تعلق ہے ہم ساری دنیا کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ جس طرح قادر مطلق کی ذات پر ہمارا یقین ہے اسی طرح اس کی ذات پر بھروسہ رکھتے ہوئے ہم یہ

(باقی صفحہ ۸ پر)

۱۸ر جمادی الثانی ۱۳۸۵ھ بمطابق ۱۴ر اکتوبر ۱۹۶۵ء

تعلق باللہ ہی ہماری کامیابی و کامرانی کا راز ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : اما بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ اُس نے پاکستان کو ایک مکار، دھوکہ باز اور بد دیانت دشمن کے ناپاک ارادوں سے محفوظ رکھا اور دشمن کو زبردست شکست دی۔ یہ سب اللہ تعالےٰ کا فضل و کرم ہے۔ ہم نے اٹھارہ سال سے اسلام کی حقیقی اور اصلی تعلیمات کو بالکل نظرانداز کئے رکھا۔ ہم میں اتفاق و محبت تھی نہ جذبۂ جہاد قوم میں موجزن تھا اور نہ ہی اس کی تعلیم دی جاتی تھی۔ اس کے علاوہ اکثر جگہ اسلامی تعلیمات پر مذاق اڑایا جاتا تھا۔ کھلم کھلا اسلامی احکامات کی نافرمانی کی جاتی تھی۔ مختصر یہ کہ ہمارا اٹھنا بیٹھنا کاروبار، چال چلن اور طور طریق سب اسلام کے مخالف تھا۔ اور اللہ تعالےٰ کے غضب کو دعوت دیتا تھا۔ لیکن قربان جائیں اُس ذاتِ باری تعالےٰ کے جو رحیم و غفور ہے۔ اُس نے ہمارے نام کے اسلام کی لاج رکھ لی اور ہم "نام کے مسلمانوں" کو کفار ہند کے مقابلہ میں فتح عطا فرمائی۔

آج اگر ساری دنیا کے مسلمان ایک ہو جائیں تو دنیا کی کوئی طاقت ایسی نہیں جو مسلمانوں کے کسی علاقہ کی طرف نظرِ بد سے دیکھ سکے۔ لیکن افسوس ہے کہ اسلامی ممالک میں آپس میں اتحاد و اتفاق نہیں کتنی حیرانگی کی بات ہے کہ حالیہ جنگ میں ہندوستان عرب ممالک کی حمایت کی امید رکھتا تھا اور اسی حمایت کو حاصل کرنے کے لئے ہندوستان کا نمائندہ عرب ممالک کے دورہ پر گیا تھا۔

اگر الجزائر اور کشمیر کے مسائل کے متعلق سب اسلامی ممالک اکٹھے ہوتے تو فرانس کی طاقت نہیں تھی کہ الجزائر میں خون کی ہولی کھیلتا اور ہندوستان کو جرأت نہیں ہو سکتی تھی کہ وہ کشمیر پر ناجائز قبضہ جمائے رکھتا۔ یہ مسلمان ممالک کی آپس میں فرقہ بندیوں کا نتیجہ ہے کہ ہم ذلیل ہو رہے ہیں۔ اسلام کی رُو سے سب مسلمان جسم واحد کی طرح ہیں۔ سارے اسلامی ممالک اکائی کی حیثیت سے ہیں۔ ارشاد ہے

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا - (سورۂ آل عمران ع ۱۱ - پ ۴)

ترجمہ: اور مضبوط پکڑو رسّی اللہ کی سب مل کر اور پھوٹ نہ ڈالو۔

یعنی سب مل کر قرآن کو مضبوط تھامے رہو۔ جو خدا کی مضبوط رسّی ہے۔ یہ رسّی ٹوٹ تو نہیں سکتی ہاں چھوٹ سکتی ہے۔ اگر سب مل کر اس کو پوری قوت سے پکڑے رہوگے تو کوئی شیطان سرانگیزی میں کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ اور انفرادی زندگی کی طرح مسلم قوم کی اجتماعی قوت بھی غیر متزلزل اور ناقابلِ اختلال ہو جائے گی۔ قرآن کریم سے تمسک کرنا ہی وہ چیز ہے جس سے بکھری ہوئی قوتیں جمع ہوتی ہیں اور ایک مُردہ قوم حیات تازہ حاصل کرتی ہے۔

الحمد للہ! ہماری ساری قوم میں اتفاق و اتحاد پیدا ہو گیا ہے اور اب یہ ایک ناقابلِ تسخیر قوم بن گئی ہے۔ اس نے جب اللہ کی مدد کے لئے پکارا تو اللہ تعالےٰ کی مدد آئی اور ایک زبردست مکّار دشمن کی کمر توڑ کر رکھ دی اور اس کو شکست فاش دی۔

محترم حضرات!

ہمارا ایک ایسے دشمن سے مقابلہ ہے جو نہایت مکّار، دھوکہ باز، بداخلاق، بدعہد اور بد دیانت ہے۔ اس لئے ہمیں ہر وقت ہوشیار اور چوکنا رہنا چاہئے۔ اپنی سابقہ غلطیوں کو پھر نہ دہرائیں۔ اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعائیں مانگیں اور اللہ تعالےٰ سے اپنا تعلق درست کریں۔ اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہے کہ جو میرے دین کی حفاظت و مدد کرے گا میں اس کی مدد کروں گا۔

میری گذارشات کا لب لباب یہ ہے کہ مسلمانوں میں اتفاق و محبت رحمت خداوندی کا پیش خیمہ ہے۔ آیئے! ہم سب مسلمان اللہ تعالےٰ کے ساتھ اپنا تعلق درست کر لیں اور گڑگڑا کر اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور اللہ تعالےٰ سے مدد طلب کریں

ارشاد باری تعالےٰ ہے:-

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔

ترجمہ: اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ سے جیسا چاہئے اُس سے ڈرنا۔ اور نہ مرنا مگر مسلمان۔

یعنی ہر مسلمان کے دل میں پورا ڈر خدا کا ہونا چاہئے کہ اپنے مقدور بھر پرہیزگاری اور تقویٰ کی راہ سے نہ ہٹے۔ اور ہمیشہ اس سے استقامت کا طالب رہے شیاطین چاہتے ہیں کہ تمہارا قدم اسلام کے راستے سے ڈگمگا دیں۔ تم کو چاہئے کہ انہیں مایوس کر دو۔ اور مرتے دم تک کوئی حرکت مسلمانی کے خلاف نہ کرو۔ تمہارا جینا اور مرنا خالص اسلام پر ہونا چاہئے۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے غفلت کے پردے چاک کرے اور ہر طرح سے ہماری غیبی امداد فرمائے۔ ہمارے نوجوان فوجیوں کے حوصلوں کو بلند فرمائے۔ انہیں استقامت سے نوازے اور پاکستانی افواج کو برّی، بحری اور فضائی میدانوں میں ہر جگہ دشمن کے مقابلہ میں زبردست فتح و کامرانی عطا فرمائے۔ آمین!

اعلان

حضرت مولینا محمد اجمل صاحب خطیب جامع مسجد رحمانیہ عبدالکریم روڈ قلعہ گوجر سنگھ لاہور نے جہاد کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے حاضرین سے دفاعی فنڈ میں رقوم جمع کرانے کی اپیل کی جس پر مبلغ -/۷۷۷۶ روپے چندہ جمع ہوا۔ اس رقم میں خواتین کی طرف سے پیش کردہ زیورات اور سواری کا اسکوٹر شامل ہیں۔ حاضرین میں سے ایک غریب شخص جس کی کل متاع صرف ایک گدھے پر مبنی تھی اُس نے اپنے دفاعی فنڈ میں پیش کر دیا۔ جزاک اللہ فی الدارین

۱۹ رجمادی الثانی ۱۳۸۵ھ بمطابق ۱۵ راکتوبر ۱۹۶۵ء

اے وفادارانِ الٰہی! دشمنانِ اسلام کی قوّت کو پاش پاش کرنے کے لئے ہر وقت اپنی فوجی طاقت بحال رکھو

(قطب العالم شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رح)

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفٰی : اما بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم :
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ ؕ اِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ ۚ وَ اِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ مِّائَةٌ یَّغْلِبُوْا اَلْفًا مِّنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ ۝ (پ ۱۰ ۔ س الانفال ۔ آیت ۶۵)

ترجمہ: اے نبیؐ! مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو۔ اگر تم میں سے بیس آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو دو سو پر غالب آئیں گے اور اگر تم میں سو ہوں گے تو ہزار کافروں پر غالب آئیں گے۔ اس لئے کہ وہ لوگ کچھ نہیں سمجھتے۔

حاشیہ شیخ الاسلام رح

یہ مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دی کہ تھوڑے بھی ہوں تو جی نہ چھوڑیں خدا کی رحمت سے دس گنے دشمن پر غالب آئیں گے۔ سبب یہ ہے کہ مسلمان کی لڑائی محض خدا کے لئے ہے۔ وہ خدا کو اور اس کی مرضی کو پہچان کر اور یہ سمجھ کر میدانِ جنگ میں قدم رکھتا ہے کہ خدا کے راستے میں مرنا اصلی زندگی ہے اس کو یقین ہے کہ میری تمام قربانیاں کا ثمرہ آخرت میں ضرور ملنے والا ہے — خواہ میں غالب ہوں یا مغلوب — اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جو تکلیف میں اٹھاتا ہوں وہ فی الحقیقت مجھ کو دائمی خوشی اور ابدی مسرت سے ہمکنار کرنے والی ہے۔ مسلمان جب یہ سمجھ کر جنگ کرتا ہے تو تائید ایزدی مددگار ہوتی ہے اور موت سے دہشت نہیں رہتی۔ اسی لئے پوری دلیری اور بے جگری سے لڑتا ہے۔

کافر چونکہ اس حقیقت کو نہیں سمجھ سکتا اس لئے محض حقیر اور فانی اغراض کے لئے بہائم کی طرح لڑتا ہے اور قوتِ قلبی اور امدادِ غیبی سے محروم رہتا ہے۔ بنائً علیہ خبر اور بشارت کے رنگ میں حکم دیا گیا کہ مومنین کو اپنے سے دس گنے دشمنوں کے مقابلہ میں ثابت قدمی سے لڑنا چاہیئے۔ اگر مسلمان بیس ہوں تو دو سو کے مقابلہ سے نہ ہٹیں اور سو ہوں تو ہزار کو پیٹھ نہ دکھائیں۔

کافر مسلمانوں کے سامنے کبھی نہیں ٹھہر سکتے

اس آیتِ مبارکہ میں مسلمانوں کو جہاد و قتال کی ترغیب و تحریص دلائی گئی ہے۔ اللہ ربّ العزت ارشاد فرماتے ہیں کہ اے نبی! ایمان والوں کو سنا دیجئے کہ اگر تباہی سے بچنا چاہتے ہو تو لڑنے پر آمادہ ہو جاؤ کیونکہ اس میں سراسر فائدہ ہی فائدہ ہے — اگر مر گئے تو شہید اور جیت گئے تو غازی اور فاتح — اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ تم بزدلی کرو — اگر دشمن تم سے دس گنے بھی ہوں تو بھی اُن سے ڈٹ کر مقابلہ کرو کیونکہ تم بھی کہ ایک اعلیٰ مقصد کے لئے لڑ رہے ہو اور ان لوگوں کا کوئی مقصد نہیں ہے

اے مسلمانو! اب جب کہ تم قلیل التعداد ہو اور دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہے جو تمہاری ہستی کو فنا کر دینے کی فکر میں ہے اور تم بھی چاہتے ہو کہ اپنے قومی وقار کو قائم رکھتے ہوئے بحیثیت قوم و مذہب کے زندہ رہو تو مقتضائے وقت یہی ہے کہ تم میں سے ہر مردِ مومن دس منکرانِ حق کا لازمی طور پر مقابلہ کرے اور اپنے اوپر فرض قرار دے لے کہ راہِ خدا میں جب بھی کافروں اور دشمنانِ اسلام کے ساتھ مڈبھیڑ ہوگی تو ان کا مقابلہ کرنا ہوگا تو اللہ جل شانہٗ پر بھروسہ کرتے ہوئے مجھ اکیلے کو دس کا مقابلہ کرنا ہے۔ پس

اے برادرانِ اسلام

تم اسی تناسب سے اپنے حوصلے بڑھاؤ، اسی تناسب سے ایثار و قربانی کا جذبہ پیدا کرو اور اسی نسبت سے جہاد و قتال کے لئے باخبر اور ہوشیار رہو۔ تمہارے ایک فرد کو یقینی طور پر اللہ کے حکم سے کافروں کے دس افراد پر غلبہ حاصل ہوگا اور تم منصور و مظفر لوٹو گے۔ کیونکہ منکرانِ حق اور کافر اللہ جلشانہٗ کی عظمت و قدرت سے بے خبر اور وحدت و اتباعِ رسولؐ سے محض ناآشنا ہیں اور تم اس کے شیدا ہو — وہ ذاتی اغراض کے حصول کی فکر میں منہمک اور تم مقصدِ حیات اور اللہ کے نام پر مر مٹنے والے — اُن کا بھروسہ مادی اسباب پر اور تم مسبب الاسباب پر بھروسہ رکھنے والے اور محض اللہ کے توکل پر زندگی بسر کرنے والے — وہ صدہا معبودانِ باطل سے ڈرنے والے اور تم ایک خدائے واحد یگانہ کے پرستار — وہ ہزار جگہ سجدہ ریزی کرنے والے اور تم اپنی جبینِ نیاز کو صرف ایک آستان پر رگڑنے والے — اب خود ہی سمجھ لو وہ تمہارا کیا مقابلہ کریں گے!

برادرانِ عزیز! ظاہر ہے کہ مسلمان ایک بلند اور اعلیٰ مقصد رکھتے ہیں اور

کافروں کے پیشِ نظر صرف یہ پست مقصد ہے کہ اُن کی سرداری بنی رہے۔ چنانچہ اس قدر پست مقصد والے کبھی بھی بلند ترین مقصد رکھنے والوں کے سامنے نہیں ٹھہر سکیں گے۔

اے مسلمانو! جان لو کہ تم جس قدر زیادہ ایمان و ایقان سے بہرہ ور ہوگے اسی قدر زیادہ مضبوط اور بہادر ہوگے۔ اور کافر جس قدر زیادہ کفر پر اصرار کریں گے اسی قدر زیادہ بزدل و بے ثبات ٹھہریں گے۔

قتال وجہاد کی تیاری

محترم حضرات! آپ جانتے ہیں کہ بھارتی درندوں سے ہمارا جہاد بدستور جاری ہے — قتال اگرچہ بھارت کی درخواست اور سلامتی کونسل کے بیچ بچاؤ کی وجہ سے عارضی طور پر رُک گیا ہے مگر اس کے کسی وقت بھی شروع ہو جانے کا اعلان ہر گھڑی سامنے ہے۔ اس لئے تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اپنی پوری قوت و طاقت سے جہادی سرگرمیوں کو جاری رکھیں اور جنگ کی تیاریوں میں ہمہ تن مصروف ہو جائیں۔ اور اس راہ میں اپنا عزیز سے عزیز متاع اور جان و مال دینے کے لئے ہر آن تیار رہیں۔ فوجی بھرتی بھی جاری رہے اور قوم کا ہر فرد مال اور ساز و سامان فراہم کرنے میں رائی برابر بخل نہ کرے۔ نیز ہر شخص جنگی تربیت اور حفاظتی اقدامات کی تربیت حاصل کرنا اپنے اوپر فرض جانے۔

اپنی طاقت بڑھاؤ

قولہٗ تعالیٰ :- وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ٥

(پ ۱۰ - س الانفال - آیت ۶۰)

ترجمہ: اور ان سے لڑنے کے لئے جو کچھ (سپاہیانہ) قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے جمع کر رکھو سو تیار رکھو کہ اس سے اللہ کے دشمنوں پر اور ان کے سوا دوسروں پر جنہیں تم نہیں جانتے اللہ انہیں جانتا ہے ہیبت پڑے اور اللہ کی راہ میں جو کچھ تم خرچ کروگے تمہیں (اس کا ثواب) پورا ملے گا۔ اور تم پر بے انصافی نہیں ہوگی۔

حاشیہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ

خدا پر بھروسہ کرنے کے معنی یہ نہیں کہ اسبابِ ضروریہ مشروعیہ کو ترک کر دیا جائے۔ نہیں۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ جہاں تک قدرت ہو سامانِ جہاد فراہم کریں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں گھوڑے کی سواری، شمشیر زنی اور تیراندازی وغیرہ کی مشق کرنا سامانِ جہاد تھا۔ آج، بندوق، توپ، ہوائی جہاز، آبدوز کشتیاں، آہن پوش کروزر وغیرہ کا تیار کرنا اور استعمال میں لانا اور فنونِ حربیہ کا سیکھنا بلکہ ورزش وغیرہ کرنا سب سامانِ جہاد ہے۔ اسی طرح آئندہ جو اسلحہ و آلاتِ حرب و ضرب تیار ہوں انشاء اللہ وہ سب آیت کے منشاء میں داخل ہیں۔

حاصل

...لا کہ اے مسلمانو! تم سے جہاں تک ہو سکے قوت بہم پہنچاؤ اور ایسا سامانِ حرب جو دشمن کے پاس ہے تمہیں بھی بہم پہنچانا چاہیئے۔ یاد رکھو! اس سلسلے میں تم جو کچھ خرچ کروگے۔ وہ رائیگاں نہیں جائے گا اور اس کا بدلہ تمہیں دنیا میں بھی مل جائے گا اور آخرت میں بھی تم خسارے میں نہیں رہوگے ——

وضاحت

یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ حق تعالےٰ شانہٗ نے اس آیت مبارکہ میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ تم سے جہاں تک ہو سکے یعنی جہاں تک تمہارے بس میں ہے قوت فراہم کرو۔ کیونکہ یہ تو ممکن ہی نہیں کہ کوئی جماعت اس طرح کا سرو سامانِ جنگ مہیّا کر سکے جو ہر طرح سے اور ہر اعتبار سے مکمل ہو۔ پس اے مسلمانو! تم کو اس بارے میں حکم دیا گیا ہے وہ صرف یہ ہے کہ اپنے مقدور کے مطابق جو کچھ کر سکتے ہو کرو اور ادائے فرض کے لئے آمادہ ہو جاؤ۔ یہ مقصود نہیں ہے کہ دنیا جہان کے ہتھیار اور ہر قسم کے ساز و سامان مہیّا نہ ہوں تو اس وقت تک بے بسی کا عذر کرتے رہو اور فرضِ دفاع سے بے خبر ہو جاؤ — مقصد صرف یہ ہے کہ اپنی بساط کے مطابق زیادہ سے زیادہ تیاری کرو۔ اور نتیجہ خداوندِ قدیر پر چھوڑ دو —— یہاں یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ چونکہ جنگ کی تیاری مال کے بغیر نہیں ہو سکتی تھی اس لئے انفاق فی سبیل اللہ پر بھی زور دیا گیا ہے اور واضح کیا گیا ہے کہ بدن کی قوت بنانے، ہتھیاروں کا استعمال سیکھنے، جنگی اور دفاعی تربیت حاصل کرنے اور سامانِ حرب و ضرب مہیّا کرنے پر تمہارا جو کچھ خرچ ہوگا اس کا بدلہ تمہیں اللہ کے ہاں سے پورا پورا ملے گا اور تمہارا حق ذرا سا بھی نہ دبایا جائے گا —— گھوڑے کے متعلق کس قدر واضح ارشاد ہے:

اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۔ یعنی قیامت تک کے لئے اللہ تعالےٰ نے گھوڑے کی پیشانی میں خیر رکھ دی ہے۔

احادیث نبویہ

میں ہے کہ جو شخص جہاد کی نیّت سے گھوڑا پالتا ہے اس کے کھانے پینے بلکہ ہر قدم اٹھانے میں اجر ملتا ہے۔ اور اس کی خوراک وغیرہ تک قیامت کے دن ترازو میں وزن کی جائے گی۔

بزرگانِ محترم! جو شخص آج جہاد کی نیّت سے کوئی چیز خریدے گا جس قدر مال ضروریاتِ جنگ پر صرف کرے گا۔ اور جس جس قسم کا سامانِ حرب و ضرب کسی مسلمان کی رقم سے جہاد کے لئے خریدا جائے گا اس کا اجر اُسے انشاء اللہ ضرور ملے گا۔ ایک درہم کے بدلے میں سات سو درہم اور اللہ چاہے تو اس سے بھی زیادہ دے سکتا ہے۔

پس

اے برادرانِ اسلام! ہم پر لازم ہے کہ اعدائے اسلام کی قوت کو پاش پاش کرنے کے لئے ہم اپنی فوجی طاقت ہر گھڑی تیار رکھیں اور فوجی طاقت بڑھانے میں کسی قربانی سے دریغ نہ کریں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب مسلمانوں کو بدنی اور مالی جہاد میں پوری طرح حصّہ

مقصودِ اصلی رضائے الٰہی ہے

مولانا جمیل احمد صاحب میواتی

★

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ ولا رسول بعدہٗ ولا نبوۃ بعدہٗ

ورضوان من اللہ اکبر ولذکر اللہ اکبر والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ۝

ریاضت و مجاہدات کرنے، صحبتِ اہل اللہ میں رہنے، ذکر و اذکار کے کرنے سے، دین کے زندہ کرنے اور پھیلانے کے سلسلہ میں جملہ کوششوں سے مقصود فقط رضائے الٰہی ہونا چاہئے۔ یہی نیّت صحیح ہے، یہی اخلاص ہے۔ اس پر جو دنیا و آخرت میں اجر و ثواب، کیفیات و ثمرات، کشف و کرامات، مخلوق کا متوجّہ ہونا، مقبولیّت عامہ حاصل ہونا اہل اللہ کے نزدیک معتمد و مکرم ہونا، قلبی چین و سکون کا ملنا، رزق میں فراوانی کا ہونا، قبور سے خوشبو کا آنا اور اس کے علاوہ بھی جو نعمت نصیب ہو ان سب کو عطیّۂ خداوندی سمجھے، دل سے اس کا یقین کرے، ان کو محض فضلِ خداوندی جانے۔ اس میں ہرگز ہرگز اپنا کوئی کمال نہ جانے، نیز ان تمام ہی انعامات و ثمرات کا امّیدوار ہونا کوئی عیب کی بات نہیں بلکہ امید رکھنی چاہئے یہ بھی ایمانیات میں سے ہے۔ البتہ ان انعامات ہی کے لئے ساری تگ و دو کرنا یہ اخلاص کے منافی ہے۔

ولیِ کامل، مجاہدِ عظیم حضرت جی مولانا محمد یوسف دہلوی نور اللہ مرقدہٗ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ ان انعامات و ثمرات کے مرتّب ہونے کا بھی یقین رکھے کہ ضرور اللہ تعالےٰ مرحمت فرمائیں گے۔ نیز ان چیزوں کو خاصۂ ذکر و اذکار بھی جانے لیکن کرتے وقت ان کے حصول کی نیّت ہرگز نہ ہو نیّت فقط اللہ تعالیٰ کی رضا ہو اور بس — میں نماز پڑھوں گا تو اللہ تعالےٰ مجھے اپنے فضل سے اس عمل پر خوش ہو کر دونوں جہان میں سرفراز فرمائیں گے، میں ذکر کروں گا تو جیسا کہ اس کا خاصہ قلبی چین کا ملنا ہے اللہ تعالےٰ مرحمت فرمائیں گے۔ میں دین کے سیکھنے سکھانے پر محنت کروں گا تو اللہ تعالےٰ میری ہر معاملہ میں مدد فرمائیں گے۔ جیسا کہ اس کوشش کا خاصہ ہے اگر میں نے یہ سب کام نہ کئے تو اللہ تعالےٰ جملہ ثمرات و برکات سے محروم فرما دیں گے۔ کیونکہ یہ ثمرات و برکات ان ہی کاموں کے کرنے پر رکھ دئے گئے ہیں۔ اسی طرح گناہوں کے کرتے وقت سوچ لیا جائے کہ جب بھی جو گناہ صادر ہوگا تو اس کی نحوست دونوں جہان میں پڑے گی۔ اس گناہ پر جو سزا دنیا و آخرت میں رکھ دی گئی ہے۔ اس کا تصوّر ذہن میں رکھتے ہوئے گناہ کے کرنے سے باز رہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرے کہ یہ سزا اُسی ذاتِ پاک نے رکھی ہے، اُسی کے حکم سے ملے گی۔ یہ خدا سے ڈرنے کا ادنٰے درجہ ہے۔ جن کو ذاتِ حق تک رسائی نہیں ہوتی یا جو اللہ سبحانہٗ و تقدس کی معرفت نہیں رکھتے ان کے لئے خوفِ خدا کے سلسلہ میں گناہوں کی سزا کا تصوّر ہی کافی ہے۔ یہ ہی چیز بڑھ کر آگے یقین کا درجہ اختیار کر لیتی ہے۔

منشائے عالی

جملہ عبادات خواہ وہ حقوق اللہ کی ادائیگی کے سلسلہ میں کی جائیں یا مخلوق کو راحت پہنچانے کے سلسلہ میں کی جائیں منشاء و مراد سب کا اللہ تعالےٰ کو خوش کرنا ہو! پھر تو چھوٹی سے چھوٹی نیکی بھی عند اللہ اجر و ثواب کا باعث ہوگی۔ اگر یہ منشاء نہیں تو حج جیسا بڑے سے بڑا عمل بھی نجات کے لئے کافی نہیں ہوگا۔ بلکہ الٹا پکڑ کا سبب ہوگا۔

ٹھیک اسی طرح حضرات اہل اللہ کی صحبت میں خواہ تھوڑا رہا جائے خواہ زیادہ، ذکر اذکار پر محنت کرنے سے، سلوک کے طے کرنے سے، تصوف و تزکیہ سے مراد فقط رضائے الٰہی ہونا چاہیئے نہ کہ خلافت و اجازت کا حاصل ہونا یا مجاز و خلیفہ بننا۔ اس لئے کہ خلیفہ و مجاز بننا، اجازت و خلافت کا حاصل ہونا مقصد اصلی ہرگز ہرگز نہیں۔ دل میں اس قسم کا جذبہ رکھتے ہوئے اگر محنت کی گئی ہے تو وہ محنت اکارت گئی بلکہ ایسی محنت مردود ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنے دلوں کو ٹٹولیں۔ خوب جان لو رضائے الٰہی بدون اتباعِ سنتِ کامل کے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور اتباعِ سنت کا صحیح جذبہ و چاشنی سوائے متبع سنت بزرگوں کی صحبت کے حاصل نہیں ہو سکتی۔

جب یہ بات واضح ہو گئی کہ خلافت و اجازت و دیگر ثمرات مقصودِ اصلی نہیں بلکہ مقصودِ اصلی رضائے الٰہی ہے تو ان چیزوں کے درپے ہونا پاگل پن ہے۔ اس جذبہ سے بیعت ہونا یا دین کے زندہ کرنے کے لئے محنت کرنا مردود ہے۔ اس سے توبہ کرنی چاہئے۔ ورنہ ساری عمر کی محنت بے کار جائے گی۔ ہم اپنے آپ کو کامیاب جانتے رہے اور اصل میں ناکام نکلے۔ یہ بڑے ہی خسران کی بات ہے۔ کل مرنے کے بعد اس کا پتہ چلے گا۔

"اُجازت و خلافت" کا صحیح مفہوم

بزرگانِ دین کی مبارک تصانیف سے یہ ہی پتہ چلتا ہے کہ جب سالک حسنِ نیّت سے اپنی اصلاحِ باطن کے سلسلہ میں کسی متبع سنت کامل بزرگ کی صحبت میں رہ کر اُن کی رہنمائی میں ذکر اذکار و دین پر محنت کرنے کی راہ اختیار کرتا ہے جس میں وہ ادب، عقیدت و اطاعت کو کمال طور پر ملحوظ خاطر رکھتا ہے تو فضلِ الٰہی سے، صحبتِ شیخِ کامل کی برکت سے، پیر و مرشد کی دعا کے سبب عند اللہ قبول ہو جاتا ہے۔ پھر اُدھر سے اپنی یاد کی خاص کیفیت جس کو حضوری و نسبتِ عالیہ بھی کہتے ہیں۔ جس کے ملنے پر غفلت سے دوری اور یادِ الٰہی کا غلبہ حاصل ہو جاتا ہے ودیعت فرما دی جاتی ہے۔ سالک

اب اس لائق ہے کہ خود کو سنبھالتے ہوئے دوسروں کی بھی اس طرف رہنمائی کر سکتا ہے۔ایسے مرتاض مریدین کو شیخ کامل اجازت مرحمت فرما دیتے ہیں۔اگر یہ مرید خاص برابر محنت کرتا رہا تو انشاءاللہ ایک دن کامل بلکہ کامل ترین ہو جائے گا۔ اور اگر محنت کرنی چھوڑ دی تو ترقی رُک جائے گی جس سے اندیشہ تنزّلی کا قوی ہو جاتا ہے۔

یہ نسبت خداوندی عطیۂ خداوندی ہے جس کو مخلوق میں سے کوئی بھی چھین نہیں سکتا۔البتہ شیخ، پیر و مرشد کی بے ادبی کرنے سے برکت اُٹھ جاتی ہے۔جس سے نقصان یہ ہوتا ہے کہ اس کی ذات سے کثیر لوگوں کو دینی فائدہ نہیں پہنچتا۔جس کو صوفیا کی اصطلاح میں فیض کہتے ہیں۔ بلکہ فیض محدود ہو جاتا ہے۔اس کے برعکس پیر و مرشد کے آداب بجا لانے سے ان کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کے فیض کے دائرہ کو وسیع تر کر دیتے ہیں۔سو جس قدر دائرہ وسیع ہوگا اُسی قدر اس کے لئے دونوں جہانوں میں خیر کا سبب ہوگا۔اس لئے کہ دینی فائدہ حاصل کرنے والوں کی تعداد بھی کثیر ہوگی جن کی نیکیوں میں اس کا بھی حصہ ہوگا"حسنات میں اضافہ مرنے کے بعد صدقہ جاریہ کا سبب ہوگا" ہر چند کہ نسبت و حضوری وہبی ہے۔مگر کسب کو اس میں دخل ضرور ہے۔ماں کے پیٹ سے ولی ہی پیدا ہونا یہ چیز شاذو نادر ہی ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کو یہ بھی آسان ہے۔سیدنا قطب الدین بختیار کاکی نور اللہ مرقدہٗ، حضرت خواجہ باقی باللہ نور اللہ مرقدہٗ مادر زاد ولی تھے اور بھی بہت سی مثالیں ایسی ملیں گی۔ اس سے یہ سبق حاصل کرنا کہ باطن پر محنت کرنا عبث ہے، بے وقوفی ہے۔ تمام ہی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت میں رہ کر آپ کی رہنمائی کامل میں برس ہا برس دین کے پھیلانے میں محنتیں کی ہیں تب جا کر مراتب علیہ حاصل کئے۔یہاں آج صوفیاء کرام کے نزدیک ذکر و اذکار پر محنت کرنا ہے۔وہ اعلیٰ درجہ کی محنت تھی۔یہ اُس درجہ کی نہیں! فرق صرف صورت کا ہے۔محنت دونوں صورتوں میں کرنی ہے۔صحیح نیت سے برس ہا برس محنت کرو گے اس پر بھی فضل الٰہی شامل ہوگا۔ تو یہ نسبت و حضوری، غفلت سے دُوری حاصل ہوگی۔صوفیاء کرام اسی کو اجازت کا نام دے ظاہر فرما دیتے ہیں۔یہ چیز اسی کو حاصل ہوتی ہے جس کی نیت فقط اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی تھی۔ رہا سوال پیر بنا دینا، بزرگ و شیخ، خلیفہ بنا دینا یہ ان کا کرم ہے۔ع

پیا جسے چاہے سہاگن بنائے

وہ جس سے آگے کام لینا چاہتے ہیں اپنے مقبول و کامل بندوں کے ذریعہ اس نسل کو قائم رکھنے کے لئے لوگوں کی ہدایت کے لئے مخلص سالکوں کو اپنی نسبت خاصہ سے نوازتے ہوئے خلیفہ و مجاز کا نام دلا کر اس نعمت کا اظہار کرا دیتے ہیں۔نیز جب یہ چیز بہت ہی کمال کو پہنچ جاتی ہے تو ولایت عقر یا ولایت صحیح کہلائی جاتی ہے جس کی ولایت صحیح ہو جاتی ہے حفاظت خداوندی اس کو گھیر لیتی ہے جس سے سوائے رضائے الٰہی کے دوسرا کام ہوتا ہی نہیں۔ایسے ہی لوگ اپنے اپنے دَور میں صحیح معنی میں نائب نبی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کہلائے جانے کے مستحق ہوتے ہیں اور یہ ہی اپنے اپنے دَور میں معیارِ حق ہوتے ہیں۔ خوب جان لو تمام حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اعلیٰ درجہ کے ولی تھے۔ اور سب کے سب معیارِ حق تھے۔جیسا کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ میرے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے (اس لئے کہ تمام حضرات درجہ کمال کو پہنچ چکے تھے) تم جس کا پلہ پکڑ لو گے ہدایت پاؤ گے۔ باقی باقی

مقدمہ سے برأت

حضرت مولانا غلام قادر صاحب ملتانی کے خلاف ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں جو مقدمہ چل رہا تھا۔ مہتمم خزانہ نے اُن کو باعزت طور پر ۱۰-۹-۶۵ کو بری کر دیا ہے۔یاد رہے یہ مقدمہ سوا سال سے چل رہا تھا اور شیعہ سنی منافرت کا الزام تھا۔

عبدالرؤف ناظم مدرسہ

بقیہ: اداریہ

کہہ سکتے ہیں کہ بھارت اگر ایک ہزار سال بھی جنگ لڑتا رہے تو وہ ہم پر غالب نہیں آسکتا۔کیونکہ ہم حق و انصاف کے لئے لڑ رہے ہیں اللہ کی نصرتوں کے بھروسہ پر لڑ رہے ہیں۔اسلام کی سربلندی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا کشمیری مظلوموں کی حمایت کے لئے لڑ رہے ہیں اور حق و باطل کے اس معرکہ میں ہم وہ فریق ہیں جو حق پر ہے اور اللہ جل شانہٗ کا وعدہ ہے کہ باطل حق کو کبھی شکست نہیں دے سکتا۔

ہلال احمر

مرکزی وزارت معاشرتی بہبود کے سیکرٹری سید ہاشم رضا نے یہ مژدہ سنایا ہے کہ پاکستانی عوام کے پُرزور مطالبہ کے پیش نظر حکومت پاکستان نے "ریڈ کراس" کو "ہلال احمر" کا نام دینے کا فیصلہ کیا ہے۔چنانچہ حکومت نے اپنے اس فیصلہ سے بین الاقوامی ریڈ کراس تنظیم کو آگاہ کر دیا ہے اور وہاں سے رسمی منظوری ملتے ہی ریڈ کراس کا نام "ہلال احمر" میں تبدیل کر دیا جائے گا۔

ہم اس مژدۂ جانفزا کا خیر مقدم کرتے ہیں۔کیونکہ یہ ہر پاکستانی کے دل کی آواز ہے۔کوئی بھی مسلمان یہ نہیں چاہتا تھا کہ ریڈ کراس کا انگریزی نام اور صلیب کا نشان مغربی استعمار کی نشانی کے طور پر باقی رہے اور اسی لئے تقریباً ملک کے ہر طبقہ نے اس کے خلاف آواز اٹھائی تھی۔اللہ کا شکر ہے کہ حکومت پاکستان نے عوام کی آواز پر کان دھرتے ہوئے اس عوامی مطالبہ کو مان لیا اور اس طرح عنداللہ و عندالناس ماجور ہوئی۔اب ہم اس موقع پر اتنی درخواست حکومت کے گوش گذار اور کر دینا چاہتے ہیں کہ اس رسمی منظوری میں بے جا تاخیر نہ ہونی چاہیئے اور اسے ساتھ ہی ریڈ کراس سے ملحقہ ادارے "سینٹ جان ایمبولینس" کا نام بھی تبدیل کر دینا چاہیئے۔تاکہ مغربی استعمار کی یہ یادگار بھی ختم ہو جائے۔

عوام سے ہماری اپیل ہے کہ وہ اس ادارے کا نام تبدیل ہو جانے کے بعد اس کے ساتھ زیادہ سے زیادہ تعاون فرمائیں اور ثابت کر دیں کہ اس تبدیلی سے خوشگوار اثرات مرتب ہوئے ہیں۔

حضرت مولانا قاضی محمد زاھد الحسینی صاحب کا ماہانہ

واہ کینٹ میں

منعقدہ :- اتوار، ۲۵ جولائی ۱۹۶۵ء مُرتبہ :- محمد عثمان غنی بی اے

قسط ۲

ایک مردِ فقیر اُس زمانے میں کراچی میں قید تھا اسیر تھا، اُس نے کراچی سے ایک خط لکھا وہ حضرت رح کے مکتوبات میں چھپا ہوا ہے۔ ۱۹۲۰ء میں جی — مردِ مومن اسی کو تو کہتے ہیں — ۱۹۲۰ء میں ایک خط لکھا اور اس خط کے آخر میں لکھتے ہیں۔ کہ "میں ہندوستان سے انگریزوں کو نکال کر ہی دم لوں گا" اور آخر میں ایک شعر لکھا ؎

پڑا فلک کو ابھی دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے خاک نہ کر دوں تو داغ نام نہیں

حضرت مدنی رح نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ انگریز بوریا بستر باندھ کر ہندوستان سے نکل گیا۔ تبھی تو انگریز نے بُرا کہا۔ شمس العلماء کا خطاب کیوں نہیں دیا مدنی رح کو؟ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو کیوں ہتھکڑیاں لگا کر لایا —؟ کیا نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ مولانا لاہوری رح جوا کھیلتے تھے؟ بلیک مارکیٹ کرتے تھے؟ قتل کرتے تھے؟ ڈاکہ ڈالتے تھے؟ جھوٹ بولتے تھے؟ کیا قصور کیا؟ کون سی قانون شکنی کی تھی؟ حضرت لاہوری رح قرآنی نظام کو چاہتے تھے اور اُس کی آڑ سوچتے تھے انگریز کو کہ یہ سب سے بڑی رکاوٹ ہے اس لئے انگریز کی نظر میں وہ کھٹکتا ہوا کانٹا تھے۔

آج مسلمان اپنی زندگی کو اپنا دین تو مسلمان صحیح معنوں میں متبع ہیں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے — آج ہم نے یہ مذاق بنا رکھا ہے جھنڈیاں باندھ دیں، کھیریں پکا لیں، چاول پکا دئے اور جو کوئی عمل کی طرف بلائے۔ کہتے ہیں جی یہ تو عاشقِ رسول ص سے ہی نہیں — کیوں؟ یہ جھنڈیاں نہیں باندھتا — او بھائی داڑھی ہے اُس کی؟ ابجی داڑھی تو ہے مگر داڑھی کا کیا اعتبار ہے۔ میں تو ہر روز مُونڈ کر آتا ہوں۔ پر میں عاشقِ رسول ص ہوں۔ کیونکہ میں کھیر پکاتا ہوں۔ بھائی جوان لڑکی کی شادی کر دی؟ او جی اِس کام میں تو وہ بڑا سخت ہے — وہابی ہے جی — جونہی لڑکی جوان ہوتی ہے بیاہ دیتا ہے خواہ کوئی ملے۔ کوئی نالائق ہو کہ لائق ہو، مالدار ہو غریب ہو۔ کہتا ہے نہیں حضور یہ وہابی ہے۔ بیٹیوں کو جلد بیاہ دیتا ہے اور بادشاہو! میری تین لڑکیاں ہیں ایک ڈاکٹر ہے۔ ایک پولیس میں بھرتی ہے اور ایک لڑکی میری امریکہ گئی ہے چار سال کا کورس کرنے کے لئے — میں عاشقِ رسول ص۔ میرے گھر کھیر پکتی ہے، جھنڈیاں لگتی ہیں، میں لوبان دُھکاتا ہوں — میں عاشقِ رسول ص — اور وہ؟ وہ وہابی ہے۔ جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر عمل کیا ہے وہ ہے وہابی اور جس نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کو پاؤں کے نیچے روند ڈالا ہے وہ محبّ النبی ہے۔

آج مسلمان نے مذاق بنا لیا ہے دل لگی سمجھ رکھی ہے۔ دیکھئے سوچ لیجئے۔ یہ کس کے متعلق ہے؟ اس لئے قرآن نے فرمایا کہ بُروں کو بُرا کہو۔ اِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیَاطِیْنِهِمْ۔ وہ منافق کون تھے، اُن کے جو رشتہ دار تھے، دوست تھے وہ کیا ہیں؟ شیطان ہیں۔ تو اللہ تعالےٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ چھوڑو جی ہمیں کیا ضرورت ہے شیطان نہ کہو خفا ہوتے ہیں نہیں — کیا شیطان ہیں — بے ایمان ہیں تو شیطان کیوں نہ کہو؟ یہ فلسفہ دل سے نکال دیجئے۔ میرے نوجوان دوستو اور میرے بوڑھے بزرگو! بُرے کو بُرا سمجھو، نیک کو نیک سمجھو۔ نیکوں کے پاؤں کو چُومو اور بُروں کو دُور سے بھی سلام مت کرو۔ یاد رکھو بُروں کے قریب ہونے سے ایمان کی قوتیں سلب ہو جاتی ہیں۔ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث ہے کہ جب اللہ کے نافرمان کی عزّت کی جاتی ہے تو اللہ کا عرش کانپ جاتا ہے۔ صحیح حدیث ہے کہ اللہ کے نافرمان کی جب عزّت کی جاتی ہے تو عرش کانپ جاتا ہے۔ ویسے تو ہمارے دنیاوی علائق و تعلقات ہیں۔ یہ الگ مسئلہ ہے۔ ان تعلقات اور علائق کو نبھائیے لیکن جہاں تک قلبی محبّت کا تعلق ہے قلبی احترام کا تعلق ہے، قلبی جذبات کا تعلق ہے، قلبی سلوک کا تعلق ہے میرے بھائیو تو آپ دیکھ لیں اس سے اعمال میں بڑی ہی کمی پیدا ہو جاتی ہے۔

تو قرآن نے کہا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیَاطِیْنِهِمْ اور جب وہ علیحدہ ہوتے ہیں اپنے شیطانوں کے پاس۔ شیطانوں کی دو قسمیں قرآن میں آئی ہیں۔ سورۃ ناس کو دیکھئے۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝ ایک دو ٹانگوں والے شیطان پورے مجسّم شیطان — وَالنَّاسِ — اور ایک وہ شیطان ہے جو نظر نہیں آتا۔ تو جو نظر نہیں آتا نا۔ آپ میں سے اکثر دوست سائنس جانتے ہوں گے، سائنس پڑھتے ہیں تو یہ جو ہے نا ہماری جوہری توانائی یہ اس وقت تک کام نہیں آ سکتی جب تک کہ اس کو کسی صوری توانائی میں ہم داخل نہ کر دیں جسے ہم کہتے ہیں نا مادیّت — بھائی یہ پنکھے ہیں جو ہوا آ رہی ہے اب چل رہی ہے اگر یہ پنکھے کے پَر نہ ہوتے یہ اس کے درمیان جو مشینری ہے یہ نہ ہوتی تو ہوا ہم کو لگتی؟ کہاں لگتی؟ نہیں لگتی نا؟ وہ جو بجلی ہے نا جس کی کرنٹ سے ہم اپنے آپ کو ٹھنڈا کر رہے ہیں وہ ہم نے اس پنکھے کے ذریعے حاصل کر لی۔ اگر میرے سامنے یہ مشینری نہ ہوتی بھائی صاحب لے آئے ہیں اللہ ان کو جزائے خیر دے یہ بھی بڑے شوقین ہیں قرآنِ کریم کے اللہ ان کو عمل کی توفیق دے دیکھئے نا کہ یہ ان کی برکت ہے ورنہ کہاں

ایبٹ آباد ـــ مَیں اب ایبٹ آباد سے آیا ہوں - میرے ساتھ میرے دوست ہیں - کیپٹن نصیرالدین صاحب اور ایک دوسرے دوست ہیں وہ بیچارے صبح چھ بجے اپنی موٹر لے آئے - پرسوں جمعہ کے دن مَیں نے عرض کر دیا تھا کہ واہ کینٹ جانا ہے - تو صبح وہ چھ بجے تشریف لائے - کاکول میں وہ پروفیسر ہیں اکیڈیمی میں - بہت اونچے انسان ہیں دنیاوی اعتبار سے اور دینی اعتبار سے بھی بہت بڑے اونچے انسان ہیں - اللہ پر ان کو کامل اعتماد ہے - حقیقت یہ ہے - آپ کو مَیں ایک خوشی کی بات سنا دوں ان کو اللہ پر کتنا اعتماد ہے - یہ ویسے ضمناً بات آ گئی ہے - مَیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ خدا کے دروازے کو مت چھوڑئیے وہ جو چاہے کر سکتا ہے - جس کو دے کوئی نہیں روک سکتا ـــ اور جس کو نہ دے کوئی نہیں دے سکتا ـــ اسی کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں - اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ ـــ اے اللہ! جسے تُو دے کوئی نہیں روک سکتا، جسے تُو نہ دے اُسے کوئی نہیں دے سکتا - ان کو پندرہ سال کے بعد اللہ نے ایک بیٹا نصیب فرمایا - اللہ اُس بیٹے کو سعید فرمائے - ڈاکٹروں نے جواب دے دیا تھا کہ آپ کے ہاں اولاد ہو ہی نہیں سکتی - اللہ نے ان کو چہار شنبے کے دن ایک سعید بچہ نصیب فرمایا - اللہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک اُسے بنائے اور ان کی دنیا قیامت کا ذخیرہ بنائے - اللہ پر ان کو اتنا کامل اعتماد ہے کہ یہ اللہ کی رحمت سے نااُمید نہیں ہوئے تھے - اسی لگن میں دعائیں کرتے رہتے تھے - اللہ نے ان کو اپنی رحمت سے نوازا - تو مَیں عرض یہ کر رہا ہوں کہ میرے سامنے جو یہ لگا ہوا لٹو سا (مائیک) اور یہ جو مشینری ہے یہ اِسی لئے تو ہے نا کہ جو اس میں جوہری طاقت کاریگر نے، صنّاع نے ودیعت کر دی ہے وہ اس وقت تک کام میں نہیں آ سکتی جب تک کہ یہ ڈھانچہ نہ بنایا جائے، جب تک کہ یہ برتن نہ بنایا جائے - اس وقت تک یہ جوہری طاقت آواز کو نہیں کھینچ سکتی - تو اسی طرح شیطان بھی مردود ہے یہ شیطان بھی اُس وقت تک اپنا کام نہیں کر سکتا جب تک کہ کسی بندے کے بدن میں نہ جائے - اس نے کچھ بندے منتخب کئے ہیں جن کے دل میں گھُس جاتا ہے ان سے پھر اپنا کام نکال لیتا ہے - اس لئے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب تمہارے سامنے کوئی اللہ کا نافرمان آئے جس کے ملنے جُلنے سے تمہاری طبیعت پر انقباض ہو تو پھر کیا پڑھو؟ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھا کرو - یہ بھی مسئلہ ہے - تو تم اُس کے مکر سے، شرارتوں سے بچ جاؤ گے ـــ اور بات بھی ٹھیک ہے - شیطان کے سامنے جب خدا کا نام آئے تو یہ بھاگ جاتا ہے -

میرا اپنا تجربہ ہے - ویسے یہ بات مذاق کی نہیں - مَیں اُن دوستوں کے لئے دعا کرتا ہوں کہ جن میں یہ صفتیں ہیں اللہ ان کو نیکی کی طرف مائل کرے - میرے پاس کبھی کبھی کوئی دوست آ جاتے ہیں - اور مَیں اگر یہ چاہوں کہ ان کو مَیں اُٹھا دوں اپنا کوئی کام کروں، یہ لایعنی باتیں کرتے ہیں، اب اگر میرے پاس گھڑی میں بارہ بجے کا وقت ہے اور میں یہ چاہتا ہوں کہ ان کو مَیں اٹھاؤں تو مَیں عرض کرتا ہوں کہ اچھا بھائی! آپ ذرا بیٹھیں مَیں وضو کر کے آتا ہوں تو وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اب یہ وضو کرے گا تو ہم سے بھی کہے گا کہ تم وضو کرو اور پھر یہ نماز ہمیں پڑھائیگا اچھا جی ہم جاتے ہیں، اجازت دیجئے - یہ حقیقت ہے ـــ اور اگر مَیں اٹھانا چاہوں تو مَیں دیکھتا ہوں کہ خدا کا نام کتنا کام آتا ہے ـــ پھر ـــ؟ مَیں نے کہا اچھا بھائی بیٹھئے مَیں لوٹا لے کر جاتا ہوں - مَیں ابھی وضو کرتا ہوں اور پھر آتا ہوں - اچھا جی - پھر ہمیں بھی اجازت دیجئے ہم چلتے ہیں - یعنی وہ سمجھتے ہیں کہ یہ وضو کرے گا - ہم سے بھی کہے گا کہ وضو کرو کیونکہ یہ تو بیکار قسم کا آدمی ہے - اس کے پاس تو کوئی وقت نہیں، بے وقت بھی ٹکریں مارتا رہتا ہے تو یہ ہمیں بھی کہے گا کہ نماز پڑھو اور نماز تو ہم نے پڑھنی کوئی نہیں کیونکہ وہ اندر جو بیٹھا ہے وہ کہتا ہے کہ دیکھو! سب کے سامنے جُھک جاؤ، ایک اللہ کے سامنے مت جھکو ـــ سب کے سامنے ذلیل بنو، خدا کے سامنے ذلیل مت بنو اور جو خدا کے سامنے ذلیل نہیں بنتا وہ سب کے سامنے ذلیل ہوتا ہے اور جو خدا کے سامنے پیشانی جھکاتا ہے وہ کسی کے سامنے ذلیل نہیں ہوتا ـــ اللہ؟ جو اللہ کے سامنے جھکے، خدا کی قسم ہے اللہ تعالےٰ اُسے اوجِ ثریّا پر پہنچاتا ہے - جو اللہ کے سامنے جھک گیا دنیا اُس کے قدموں میں پڑی -

بقیّہ : خطبہ جمعہ

لینے کی توفیق عطا فرمائے - آمین!

میرا ایمان

ہے کہ اگر مسلمان مذکورہ آیتِ مبارکہ کی روح اور انفاق فی سبیل اللہ کی حقیقت کو صحیح طور پر سمجھ لیں تو اُن کی ساری مصیبتیں دُور ہو سکتی ہیں اور وہ کبھی اپاہج پنے میں مبتلا نہیں ہو سکتے - اللہ تعالےٰ ہم سب کو دین و وطن اور قوم کی بیش از بیش خدمات سرانجام دینے اور جذبۂ جہاد سے سرشار ہو کر جہاد کی پوری تیاریوں میں لگ جانے کی توفیق ارزانی فرمائے ـــ آمین!

"جہاد نمبر"

اس امر کا فیصلہ کیا گیا ہے کہ ۱۲ رنومبر ۱۹۶۵ء کا ہفتہ وار خدام الدین حالاتِ حاضرہ کے پیشِ نظر جہاد نمبر شائع کیا جائے لہذا مضمون نگار حضرات اس موضوع پر اپنے مضامین ۲۵ راکتوبر تک ارسال فرمائیں (ادارہ)

جلسہ ملتوی

مدرسہ فرقانیہ مدنیہ راولپنڈی کا سالانہ جلسہ جو ۲۲ ر ۲۳ ر ۲۴ راکتوبر کو ہونے والا تھا ہنگامی حالات کے پیش نظر غیر معیّنہ مدت کے لئے ملتوی کر دیا گیا ہے
(مولانا) عبدالحکیم مہتمم مدرسہ فرقانیہ مدنیہ

جہاد فی سبیل اللہ

عظیم غوری متعلم مدرسہ عربیہ مظاہر العلوم کوٹ ادو

عزیز بچو! حق اور صداقت ذاتی حفاظت اور دین کی خاطر اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑنے کو جہاد کہتے ہیں۔

جہاد مسلمانوں کی عظمت اور دین اسلام کی سربلندی و سرفرازی کا ضامن ہے — جہاں تک مسلمانوں میں جذبۂ جہاد موجود رہا وہ دنیا میں کامیاب و کامران رہے۔ دنیا کے بڑے بڑے حکمران ان کے نام سے کانپتے تھے۔ یہ اسی مقدس جذبہ کا اثر تھا کہ قیصر و کسریٰ کی حکومتیں جو اس زمانہ کی بڑی اور طاقت ور حکومتیں تھیں۔ ان کی تربیت یافتہ، بہترین اسلحہ سے مسلح بے شمار افواج، ان کے آزمودہ کار جرنیل، ان کے بے پناہ وسائل و ذرائع، ان کا جاہ و جلال، ان کی سطوت و شوکت، ان کا رعب و دبدبہ غرضیکہ کوئی چیز بھی عرب کی مٹھی بھر، غیر تربیت یافتہ، بے سرو سامان شتربانوں اور چرواہوں کے سامنے نہ ٹھہر سکی۔ دنیا ان کے کارناموں پر محوِ حیرت ہے اور بڑے بڑے مفکر انگشت بدنداں ہیں۔ ان کے انہیں شاندار کارناموں سے متاثر ہو کر ایک متعصب ذہنیت رکھنے والا عیسائی مؤرخ یوں رقمطراز ہے:۔

یہ بات مجھے ورطۂ حیرت میں ڈالتی ہے کہ چند ایک غریب اور مفلوک حال مسلمان ایک ایسی مسجد میں بیٹھے ہیں جس کی چھت کھجور کی شاخوں کی ہے اور فرش کچا ہے حتّٰی کہ بارش ہو تو چھت ٹپک ٹپک کر نیچے کیچڑ ہو جاتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو جب سجدہ کرتے ہیں تو پیشانی کیچڑ میں لت پت ہو جاتی ہے۔ مگر یہ لوگ مسجد میں بیٹھ کر مشورے کرتے ہیں تو ایران و روم کی سلطنتوں کو تاخت و تاراج کرنے کے اور آتش کدوں کو سرد کر کے خدائے واحد کی توحید قائم کرنے کے۔ اور پھر ہم دیکھتے ہیں کہ چند ہی سالوں میں یہ ایسا کر دکھاتے ہیں۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا قائل تو نہیں ہو سکتا مگر یہ بات بھی سمجھ میں نہیں آتی کہ اتنا بڑا انقلاب کیونکر ہو گیا۔

قرآن مجید کا مسلمانوں کے لئے یہ تاکیدی حکم ہے کہ وہ ہمیشہ اپنی قوت کو مضبوط کرتے رہیں اور سرحدات کو مضبوط رکھیں اور اپنی سرحدوں کی حفاظت کے فرض سے ایک لحظہ کے لئے بھی غافل نہ ہوں۔ ہمارے اسلاف کی تاریخ میں اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں کہ دشمن بہت بڑی افواج اکٹھی کر کے اسلامی سرحدات پر لائے۔ لیکن ہر بار منہ کی کھائی۔ اور ناکام و نامراد واپس لوٹے۔ قرآن حکیم ہمیں سکھاتا ہے کہ جب دشمن کی افواج مسلمانوں کی سرحدوں پر جمع ہوں تو مومن و مجاہد ایسے موقع پر گھبراہٹ محسوس نہ کریں۔ بلکہ عزم و ثبات کا ثبوت دیں۔ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔ لوگوں نے مسلمانوں کو خوب ڈرایا کہ بڑی بھاری فوج تمہارے لئے اکٹھی ہوئی ہے۔ تو اس خبر سے مسلمانوں کا ایمان اور بڑھ گیا اور انہوں نے یک زبان ہو کر جواب دیا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ (ہماری مراد کے لئے ہمارا خدا کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے) دشمن کی بھاری فوج کا اجتماع ایک دنیادار کو تو ہراساں کر سکتا ہے لیکن مومن کے دل میں خوف و ہراس پیدا نہیں کر سکتا بلکہ اس سے مومن کا حوصلہ بلند اور ایمان مضبوط ہو جاتا ہے۔

جنگِ بدر سے ایک دو روز قبل مسلمانوں نے قریشِ مکہ کا ایک آدمی گرفتار کر کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ آپؐ نے اس سے پوچھا کہ آئمہ قریش میں سے کون کون آیا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ ابوجہل، عتبہ، شیبہ، امیہ وغیرہ۔ یہ سُن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”مکہ نے تو اپنے تمام جگر کے ٹکڑے نکال کر ہمارے سامنے ڈالے ہیں“۔

گویا ان تمام بڑے بڑے بہادرانِ قریش کے اجتماع کی خبر پا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی گھبراہٹ کا نہیں بلکہ اطمینان کا اظہار فرمایا۔

پیارے بچو! ہم مسلمانوں کا بھی یہی کردار ہونا چاہئے۔ یاد رکھو، آزادی کی شمع ہمیشہ مجاہدوں کے خون سے جلتی ہے اور ہمیں یہ خون دینے کے لئے ہمیشہ تیار رہنا چاہیئے۔

اللہ تبارک و تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔ ان لوگوں کو جن پر ظلم کیا گیا جہاد کی اجازت دے دی گئی اور اللہ تعالیٰ ان کی مدد پر قادر ہے۔

شوقِ جہاد

★

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ان کے چچا انس بن نضر رضی اللہ عنہ بدر کی جنگ میں شریک نہ ہوئے — انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کی۔ اے اللہ کے رسولؐ! میں کفر اور اسلام کی پہلی لڑائی میں شریک نہ ہو سکا۔ اب اگر اللہ نے مجھے مشرکوں سے کسی جنگ میں شریک ہونے کی توفیق بخشی تو خود میرا اللہ دیکھ لیگا کہ میں مشرکوں سے کیا کرتا ہوں۔ جنگ اُحد میں انس بن نضرؓ آگے بڑھے اور ان کے سامنے سعدؓ بن معاذ آئے۔ انسؓ نے کہا اے سعدؓ میں بہشت میں جانا چاہتا ہوں۔ میں اُحد کے پہاڑ سے بہشت کی مہک پا رہا ہوں۔ سعدؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی۔ حضورؐ! اُحد میں جو کام انسؓ نے کیا ہم نہ کر سکے۔ ان پر اسّی سے کچھ اوپر زخم تلوار، برچھے اور تیر کے لگے تھے۔ جب وہ شہید ہو گئے۔ مشرکوں نے ان کی لاش کے ٹکڑے کر دئیے۔ انہیں ان کی بہن نے ان کی انگلیوں کے پوروں سے پہچانا۔ حضرت انسؓ نے کہا۔ ہم خیال کرتے تھے کہ اللہ کی یہ آیت حضرت انسؓ بن نضر اور ان جیسے مومنوں کے حق میں اتری ہے۔ مومنوں میں سے ایسے آدمی بھی ہیں کہ جنہوں نے جو عہد اللہ تعالیٰ سے باندھا اسے پورا کر دکھایا۔

(بخاری۔ کتاب الجہاد)

ٹیلیفون ۶۷۵۲۵

۱۲

۲۲ اکتوبر ۱۹۶۵ء

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۸۱ ۲ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD ۹-۲-۷ ۶۷/۹/۳۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا